2195

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○ لا ۱
هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ لا ۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ
الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ ۳ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ○ ط ۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ
الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ○ ۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ
مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ○ ۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ط
سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ ۷

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ○ طا سین یہ آیتیں ہیں قرآن اور
روشن کتاب کی ✶ ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کو ✶ وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ
دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ✶ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کوتک
ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں ✶ (تو وہ بھٹک رہے ہیں) یہ وہ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے اور یہی آخرت
میں سب سے بڑھ کر نقصان میں ✶ اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے علم والے
کی طرف سے ✶ جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے عنقریب میں
تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپو ✶
(۱/۲۷ آ ۷ ✶ ت ر ک)

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

۱۔ طا سین ۔ حروف مقطعات سے ہے۔

● قرآن اور کتاب کی دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ دونوں اس کلام الٰہی کے علم نام ہیں جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ
پر نازل ہوا ۔ اس کلام کی صفتیں ہیں یعنی قرآن سے مراد (پڑھا جانے والا) کتاب (جو لکھا جاتا ہے) بعض
نے کتاب سے لوح محفوظ مراد لیا ہے

۲۔ "للمؤمنین" کا تعلق دونوں سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اہل ایمان ہی اس کتاب مبین سے فیضیاب ہوتے ہیں اس کی تعلیمات پر عمل کر کے فلاح دارین کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لئے یہ انہی کے لئے باعث ہدایت ہے ایک توجیہ یہ بھی کی گئی کہ "للمؤمنین" کا تعلق صرف بشریٰ سے ہے یعنی اس کتاب میں ہدایت کا پیغام کافر و مومن سب کے لئے یکساں ہے لیکن بشارت کی مستحق جماعت قبول کرنے والوں کی ہوگی۔

۳۔ مومن صرف سے ایمان کا دعویٰ کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ ایمان لانے کے بعد احکام الٰہی کی بجا آوری کے لئے کمر ہمت باندھنا بھی ضروری ہے ان میں اہم نماز کی پابندی اور مال کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور آخرت پر یقین رکھنا ہے (ضیاء)

۴۔ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے (برے) اعمال کو ان کی نظروں میں سجا دیا ہے (ان کا نفس برے اعمال کو پسند کرنے لگتا ہے) پس وہ نتائج اور انجام سے بے خبر ہو کر بد اعمالی میں سرگرداں ہیں۔

۵۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے یعنی دنیا میں قتل، قید اور ذلت کا عذاب۔ اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کو عزت بخشی اپنے محبوب رسول کو ان کے درمیان پیدا فرمایا۔ مگر انہوں نے رسول کا حکم نہ مانا اور آخرت کی کامرانی پر دنیا میں قتل اور ذلیل ہو جانے کو ترجیح دی۔ آخرت میں دوامی دوزخ کو اختیار کیا پس ان سے زیادہ خاسر و نامراد کون ہو سکتا ہے۔

۶۔ "اور آپ کو ایک بڑے حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جا رہا ہے" یعنی یہ قرآن ایک ایسے عظیم الشان علیم و حکیم کی طرف سے ہے جس کے علم و حکمت کی تہہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ علم حکمت کے اندر داخل ہے کیونکہ علم عام مفہوم ہے اور حکمت کا لفظ عمل کے استحکام پر دلالت کرتا ہے۔ دونوں اوصاف کو ظاہر کرنے کے لئے حکیم کے ساتھ علیم بھی فرما دیا۔

۷۔ "جب (موسیٰؑ مدین سے مصر کی طرف آرہے تھے تو راستہ میں ایک جگہ) موسیٰ نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے ایک آگ دکھائی دی ہے۔ میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر ضرور لے کر آؤں گا" یعنی تم یہیں ٹھہرو میں جا کر کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس کوئی بھڑکتی لکڑی لے کر آؤں گا۔ تاکہ تم تاپ لو (اپنے آپ کو آگ سے سینکو) یعنی تم لوگ سردی دور کرنے کے لئے آگ سے تاپ سکو گے۔ سردی کا موسم تھا اور سردی لگتی تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا کیا۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے ٭ ھُدًی: ہدایت، ہدایت کرنا ٭ بُشریٰ: خوش خبری، ایسی خبر جس کو سن کر

بشرہ پر مسرت و خوشی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں * یَعۡمَهُوۡنَ : وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہ سرگرداں گمراہ
پھرتے ہیں * تُلَقّٰی : تجھے تلقین کیا جاتا ہے۔ تجھے ملتا ہے۔ تجھے سکھلایا جاتا ہے * اٰنَسۡتُ : میں نے دیکھا،
میں نے محسوس کیا * شِهَابٌ انگارا۔ فضا میں جو تارا ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے * قَبَسٍ آگ کا شعلہ (ل ق)
تفہیمی خلاصہ * طٰسٓ۔ یہ آیات ہیں قرآن حکیم کی اور واضح کتاب کی۔ یہ ہدایت اور خوشخبری دینے
والے ہیں اہل ایمان کے لئے۔ وہ اہل سعادت مومنین جو نمازیں قائم کرتے اس کے شرائط کی تکمیل کے ساتھ اور
اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ جو ایمان سے دور ہیں اور آخرت پر ایمان
نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال ان کی نظر میں خوب اور بھلے بنا رکھے ہیں اسی لئے وہ گمراہی میں سرگرداں
پھرا کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے سخت عذاب لکھا گیا ہے اور آخرت میں وہ بڑے نقصان کا شکار ہوں گے
اور قادر مطلق رب العلمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کلام مجید قرآن حکیم عطا کیا جاتا ہے۔ ص

فَلَمَّا جَآءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۖ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ ٨ يٰمُوسٰى إِنَّهُ أَنَا اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوسٰى لَا
تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ ١٠ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا
بَعْدَ سُوٓءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ ١١ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ
بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ فِي تِسْعِ اٰيٰتٍ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ
كَانُوا قَوْمًا فٰسِقِينَ ۝ ١٢

پھر جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو آواز آئی کہ جو آگ میں اور اس کے آس پاس ہے وہ
بابرکت ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہان کا رب ہے * اے موسیٰ میں جو ہوں تو اللہ
زبردست (اور) حکمت والا ہوں * اور اپنی لاٹھی ڈال دو پھر جب اس کو دیکھا وہ
کی طرح چل رہی ہے تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (حکم ہوا)
اے موسیٰ ڈرو مت کیوں کہ میرے حضور میں رسول ڈرا نہیں کرتے * لیکن جس نے ظلم کیا
پھر برائی کے بعد اس نے اس کو نیکی سے بدل دیا ہو تو میں غفور رحیم ہوں * اور اپنا ہاتھ
اپنے گریبان میں ڈالو (پھر نکالو تو) وہ سفید نکلے گا بے عیب یہ ایک نشانی ہے منجملہ
اور نشانیوں کے جو فرعون اور اس کی قوم کے پاس بھیجی جاتی ہیں کیوں کہ وہ ایک بدکار قوم ہے *
(ح ; ت * ۸ تا ۱۲/۲۷)

۸۔ جب (حضرت موسیٰ علیہ السلام) وہاں پہنچے تو وہاں عجیب ہی منظر دیکھا آگ ہے بڑی روشن آگ لیکن نہ دھواں ہے نہ
تپش اس کے بیچ ایک سرسبز درخت کھڑا ہے اسے جلانا تو کجا وہ اس کی رنگت کو اور نکھار رہی ہے اچانک آواز آئی
بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو اس آتش نما نور میں ہے اور اس کا سارا ماحول بابرکت ہے
اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے جہت و مکان سے اور ان تمام محدودیت سے جو حدوث کو مستلزم ہے

(ضیاء القرآن)

۹۔ "اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا"۔

۱۰۔ "اور اپنا عصا ڈال دو" چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکم الٰہی عصا ڈال دیا اور وہ سانپ ہو گیا۔ "پھر موسیٰؑ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ ہم نے فرمایا اے موسیٰ ڈرو نہیں بیشک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا" نہ سانپ کا نہ کسی اور چیز کا یعنی جب میں انہیں امن دوں تو پھر کیا

۱۱۔ "ہاں جو کوئی زیادتی کرے" اس کو ڈر ہوتا اور وہ بھی جب توبہ کرے "پھر برائی کے بعد بھلائی سے بدلے تو بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں" توبہ قبول فرماتا ہوں اور بخش دیتا ہوں اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دوسری نشانی دکھائی گئی (کنز الایمان حاشیہ)

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالیں جب آپ نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ چاند کی طرح چمکتا ہوا باہر نکلا۔ یہ دو معجزے ان نو معجزات میں سے ہیں جن کے ساتھ میں تمہاری تائید کروں گا اور ان سے نواز کر تمہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرف روانہ کروں گا تاکہ فرعونیوں کے مقابلے میں بطور دلیل پیش کیا جا سکے (ابن کثیر)

لغوی ارشادات * بُورِكَ : اس کو برکت دی گئی، وہ برکت دیا گیا * تَهْتَزُّ : وہ ہلتی ہے، وہ بل کھاتی ہے * جَانٌّ : جن، سانپ، جن کی جمع ہے۔ جنوں کے باپ کا نام جانؑ ہے * يُعَقِّبْ : وہ پیچھے نہیں پھرا، پلٹ کر نہیں دیکھا * جَيْبِكَ : تیرا گریبان جیب یعنی گریبان (ل ق)

تفہیمی خلاصہ * حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس آگ کے نزدیک آئے تو آواز آئی کہ جو اس آگ میں ہے بابرکت والا ہے اور جو اس کے اطراف ہے پاک و منزہ ہے اللہ تعالیٰ سارے عالموں کا پروردگار ہے۔ فرمایا اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں عزت و غلبہ و حکمت والا۔ اپنے ہاتھ کے عصا کو زمین پر ڈال دو اب وہ ایسے ہل رہا تھا جیسے کہ سانپ ہو حضرت موسیٰ پشت پلٹا کر وہاں سے نکل پڑے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا ارشاد ہوا موسیٰ مت گھبراؤ۔ میرے سامنے خوفزدہ نہیں ہوتے جو رسول بنائے جاتے ہیں۔ ہاں اگر وہ ظلم کرتا ہے وہ ڈرتا ہے تاہم وہ ظلم بھی برائی کے بعد نیکی کرے تو بے شک میں بھی بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہوں۔ حکم ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو جب اسے نکالو گے تو وہ سفید چمکتا ہوا بغیر کسی تکلیف کے نکلے گا۔ یہ نو کے منجملہ دو معجزے ہیں جنہیں عطا کر کے حضرت موسیٰؑ کو فرعون اور اس کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا کیونکہ وہ سارے سرکش نافرمان ہیں۔

فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ١٣ وَجَحَدُوْا بِهَا وَ
اسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ١٤ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ١٥ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ
دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ ۭ اِنَّ ھٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ ١٦ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ ١٧

پس جب آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں بصیرت افروز بن کر تو انھوں نے کہا یہ تو جادو ہے کھلا ہوا * اور انھوں نے انکار کر دیا ان کا حالانکہ یقین کر لیا تھا ان کی صداقت کا ان کے دلوں نے ، (ان کا انکار) محض ظلم اور تکبر کے باعث تھا پس آپ ملاحظہ فرمائیے کیا (ہولناک) انجام ہوا فساد برپا کرنے والوں کا * اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا داودؑ اور سلیمانؑ کو علم اور انھوں نے کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے برگزیدہ کیا ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر * اور جانشین بنے سلیمانؑ داودؑ کے اور فرمایا اے لوگو! ہمیں سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہمیں عطا کی گئی ہیں ہر قسم کی چیزیں بے شک یہی وہ نمایاں بزرگی ہے (جو ہمیں مرحمت ہوئی) * اور فراہم کئے گئے سلیمانؑ کے لئے لشکر جنوں، انسانوں اور پرندوں سے پس وہ نظم و ضبط کے پابند تھے *

(ص: ت * ١٣ تا ١٧ /٢٧)

١٣ "پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ان کے پاس آئیں" یعنی انھیں معجزے دکھائے گئے" بولے یہ تو صریح جادو ہے"۔

١٤ "اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان (معجزوں) کا یقین تھا" اور وہ جانتے تھے کہ بلاشک

یہ نشانیاں اللہ کی طرف سے ہیں لیکن باوجود اس کے اپنی زبانوں سے انکار کرتے رہے " ظلم اور تکبر سے تو دیکھو کیا انجام
ہوا فساد کرنے والوں کا" کہ غرق کر کے ہلاک کئے گئے۔ (کنز الایمان)

۱۵- "اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا"
طاقت بشریہ کے مطابق اللہ کی ذات، صفات، احکام اور مبدء و معاد کے احوال پر اور پرندوں اور
چوپایوں کی بولی اور پہاڑوں کی تسبیح اور لوہے کو نرم کرنے کا علم ہم نے عطا کیا۔ "اور (اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا
کرتے ہوئے) دونوں نے کہا تعریف ہے اس اللہ کی جس نے اپنے کثیر مومن بندوں پر ہم کو برتری عنایت فرمائی۔
" دونوں نے علم کے مطابق عمل کیا اور نعمت کے حق کو پہچان کر یہ حمد کیا۔" علم کی بڑی فضیلت ہے اور باعث
شرف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں کے
چاند کو باقی ستاروں پر"۔ آیت میں نعمت علم کا شکر ادا کرنے کی ترغیب ہے

۱۶- " اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے یعنی نبوت کے حکومت کے اور علم کے وارث ہوئے۔ بغوی نے لکھا
ہے کہ حضرت داؤدؑ کو اللہ نے جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں وہ سب حضرت سلیمانؑ کو عطا فرمادیں بلکہ تسخیر ہوا
اور تسخیر شیاطین یہ دونوں چیزیں زیادہ عنایت فرمائی * "اور سلیمانؑ نے کہا اے لوگو! ہم کو پرندوں
کی بولی سکھا دی گئی ہے" اس کلام میں حضرت سلیمان کی طرف سے اللہ کی نعمت کے شکر کا اظہار ہے
اور معجزہ کا ذکر کر کے لوگوں کو اس کی تصدیق کی دعوت ہے حضرت سلیمان علیہ السلام تو پرندوں کی آواز سے
ان کا دلی مدعا سمجھ لیتے تھے اس لئے پرندوں کی بولی کو بھی حضرت سلیمان نے اپنے لئے "منطق" کہا * "اور ہم کو
ہر چیز دی گئی ہے"۔ اس سے مراد کثرت انعامات کا اظہار ہے۔ (کلی استغراق نہیں) عرب کہتے ہیں فلاں کے پاس
ہر شخص آتا ہے یعنی بہت آدمی آتے ہیں۔ فلاں شخص ہر بات جانتا ہے یعنی اس کو معلومات بہت ہیں * " کوئی شبہ
نہیں کہ یہ (عطائے خداوندی) کھلا ہوا (اللہ کا) فضل ہے"۔ فضل مبین سے مراد کھلی ہوئی فضیلت۔ حضرت
سلیمان علیہ السلام نے یہ بات اداء شکر کے لئے کہی (اظہار فخر کے لئے نہیں) بغوی نے لکھا ہے کہ روایت میں آیا ہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ساری روئے زمین پر سات سو برس اور چھ ماہ تمام جن وانس و پرند و چرند اور
درندوں پر حکومت کی اور ہر چیز کی بولی اللہ نے ان کو سکھا دی تھی۔ (تفسیر مظہری)

۱۷- "اور سلیمان کے لئے لشکر جمع کیا گیا جن وانس و پرندوں سے پھر جماعتیں بنائی جاتی تھیں" آپ کے لشکر کے اگلے
پچھلے سارے ایک جگہ روکے جاتے تاکہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہو اور مجتمع ہو کر چلیں اور منتشر نہ رہیں (روح البیان)

لغوی اشارے ✲ مُبْصِرَةً : واضح، روشن، واضح کرنے والی، دکھانے والی ✲ جَحَدُوا : انہوں نے انکار کیا وہ منکر ہوئے۔ جَحْدٌ اور جُحُودٌ سے جس کے معنی دل میں جس بات کا اثبات ہو اس کی نفی اور جس کی نفی ہو اس کا اثبات کرنے کے ہیں ✲ اِسْتَيْقَنَتْهَا : اس کا یقین کیا ✲ عُلُوًّا : غلبہ ہونا، سرکشی کرنا، کسی کام پہ قوی ہونا، کسی چیز پر زور ہونا، کسی شخص پر غلبہ پانا، بکثرت غلبہ اور رفعت۔ سفل کی ضد (ل ق)

تفہیمی خلاصہ ✲ پھر جب فرعون اور اس کے ساتھیوں کے پاس حیرت انگیز آنکھیں کھول دینے والے معجزے آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو واضح سحر ہے اور اپنے ظلم زیادتی غرور و تکبر سے ان معجزوں کا انکار کیا حالانکہ دل ہی دل میں انہوں نے یعنی معجزوں کو تسلیم کر چکے تھے پھر تو دیکھئے کہ فساد مچانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم کی نعمت سے نوازا تو ان دونوں نے شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے اپنے کرم سے ہمیں اپنے بہت سارے سعادت مند مومن بندوں پر فضیلت عطا کی۔ اور سلیمانؑ، داؤدؑ کے جانشین قائم مقام وارث ہوئے اور فرمانے لگا کہ لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی زبان سکھائی گئی ہے اور ہر طرح کے اسباب عطا کئے گئے ہیں اور یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا کھلا اور واضح فضل و کرم ہے۔ سلیمانؑ کے لئے لشکر عظیم جو جن انسان اور پرندوں پر مشتمل تھا (ان کے ملاحظے کے لئے) اکٹھا کیا گیا تھا جو پوری ترتیب اور نظم کے ساتھ کھڑے کئے جاتے تھے۔

حَتّٰىٓ اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا
يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ۱۸ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ
قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ
وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ
عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ
۱۹ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ ۲۰ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ
اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۲۱

یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو * تو وہ اس بات کو سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما * انہوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے کہ ہدہد نظر نہیں آتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے * میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے (اپنی بے قصوری کی) دلیل صریح پیش کرے *

(۲۷/۱۸ تا ۲۱ * ت:ج)

۱۸۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر جرار کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے جہاں سے آپ کو گزرنا تھا وہاں چیونٹیوں کی ایک آبادی تھی اس کی سردار نے جب دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ ادھر سے گزرنے والے ہیں تو اس نے تمام چیونٹیوں کو اپنی اپنی بلوں میں گھس جانے کا حکم دیا ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان کا لشکر گزرے اور وہ بے خبری میں ان کو روندتا ہوا چلا جائے

اور یہ سب کی سب پیس کر رہ جائیں۔

19۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ابھی اس وادی سے تین میل کے فاصلہ پر تھے جب کہ آپ نے اس چیونٹی کی آواز کو سنا۔ آپ سن کر ہنس دیے اور پھر اللہ تعالیٰ کی جلیل القدر نعمتوں پر شکر کی توفیق مانگنے لگے جس نے آپ کو دیگر انعامات کے ساتھ اتنی قوت سمع عطا فرمائی کہ اتنی دور سے آپ ننھی سی چیونٹی کی آواز سن سکتے، اور آپ نے عرض کیا " اے میرے پروردگار، مجھے توفیق دے تاکہ میں شکر ادا کروں تیری نعمت (عظمیٰ) کا جو تو نے مجھ پر فرمائی اور میرے والدین پر نیز (مجھے توفیق دے کہ) میں وہ نیک کام کروں جسے تو پسند کرے اور شامل کرلے مجھے اپنی رحمت کے باعث اپنے نیک بندوں میں۔ (ضیاء القرآن)

20۔ پرندوں کی تفتیش کرنے کے بعد ہدہد کو غیر حاضر پایا * حضرت سلیمان علیہ السلام ایک منزل پر اترے لوگوں نے پانی تلاش کیا کہیں نہیں ملا۔ پانی کی سخت ضرورت تھی حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو تلاش کرایا آپ کو خیال تھا کہ وہ حاضر ہوگا لیکن وہ نہیں ملا۔ (ہدہد کو زمین کے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ پانی جہاں قریب آتا وہاں جاکر چونچ مارتا زمین کو کریدتا پھر جنات پہنچ کر زمین کو کھود کر پانی برآمد کیا کرتے تھے) جب تلاش کے باوجود ہدہد نہ ملا تو دریافت فرمایا " کیا واقعی وہ غائب ہے"

21۔ فرمایا "میں اس کو سخت عذاب (کی سزا) دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا وہ (اپنی غیر حاضری کی) کوئی واضح پیش کرے گا" میں اسے سخت عذاب دوں گا تاکہ دوسرے ہدہدوں کو عبرت ہو۔ عذاب کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اس کے سارے پر و بال اور دم نوچ کر کھڑا بنا کر دھوپ میں ڈالوا دوں گا تعالیٰ نے کہا کہ ترکھڑا بنا کر دھوپ میں پھنکوا دوں گا۔ بعض نے کہا پنجرہ میں بند کردینا مراد تھی۔ یا اس کو اپنے ساتھیوں کا خدمت گار بنا دوں گا کہ وہ اپنے ساتھ والوں کی خدمت کرتا رہے۔ " او لیاتینی" میں او بمعنی الا کے بھی ہو سکتا ہے مگر یہ کہ وہ غیر حاضری کی کوئی کھلی وجہ بیان کرے (تو سزا نہیں دوں گا) (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے * اَلنَّمْلُ : جمع مرفوع (النملۃ - واحد) چیونٹیاں * یَحْطِمَنَّکُمْ : تمہارا چورا نہ کردے۔ تم کو روند نہ ڈالے * ضَاحِکًا : ہنستے ہوئے * اَوْزِعْنِیْ : میری قسمت میں کر، مجھے حصہ دے * تَفَقَّدَ : اس نے خبر لی، اس نے جستجو کی، اس نے تلاش کیا * ھُدْھُد : مشہور پرندہ جو حضرت سلیمانؑ کا قاصد

تفہیمی خلاصہ * حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ چیونٹیوں کی وادی میں آئے

تو چیونٹیوں کی ملکہ نے اپنی تمام ساتھیوں سے کہا اے چیونٹیو اپنے اپنے بلوں (گھروں) میں داخل ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر نہ جانتے ہوئے تم کو روند نہ ڈالے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کی ملکہ کی اس بات کو سن کر ہنس دیے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ان تمام نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے اپنے کرم سے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور یہ ہدایت دے کہ میں ایسے اچھے عمل کروں جو تجھ کو پسند ہوں اور اپنی رحمت خاص سے مجھے صالحین بندوں میں شامل فرما۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب جانوروں پرندوں کا ملاحظہ فرمایا تو ان میں ہد ہد کو غیر موجود پاکر دریافت فرمایا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں کیا وہ غیر حاضر ہے۔ اگر وہ غیر حاضر ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا جب تک وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ نہ بیان کرے۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ
بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ ۲۲ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ ۲۳ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ ۲۴ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ۝ ۲۵ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ ۲۶ السجدة قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ

تو ہد ہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آکر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں * میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے * میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے * کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو * اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے * سلیمانؑ نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے *

(۲۷/۲۲ تا ۲۷ * ت: ک)

۲۲ - تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہد ہد حاضر ہو گیا اور اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کرتے ہوئے عرض کی کہ میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جس کا پہلے آپ کو علم نہیں۔ میں سبا کے ملک میں گیا تھا وہاں کے حالات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اور وہی چشم دید یقینی حالات عرض کرتا ہوں۔ (ضیاء القرآن)

۲۳ - اور وہ یہ کہ میں نے بلقیس نامی ایک عورت کو دیکھا ہے جو ان لوگوں پر بادشاہت کر رہی ہے۔

اور اس کو اپنے شہر میں ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا قیمتی خوبصورت تخت ہے جس پر جواہرات
اور موتی جڑے ہوئے ہیں ۔

۲۴ ۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پرستش کر رہے ہیں اور شیطان نے اس سورج کی پرستش
کو ان کی نظروں میں پسندیدہ بنا رکھا ہے اور ان کو شیطان نے راہ حق سے روک رکھا ہے سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے (ابن کثیر تفسیر)

۲۵ ۔ " کہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو (اپنی قدرت سے) آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو برآمد کرتا ہے ۔ اور
وہ جانتا ہے ان باتوں کو جو تم (دلوں میں) چھپاتے ہو اور ان باتوں کو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو ۔ اکثر اہل تفسیر کہتے
ہیں کہ خبء السمٰوٰت بارش اور خبء الارض سبزہ ہے ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آسمان و زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کا
علم مراد ہے ۔ لفظ خبء اور اخراج عام ہے ستاروں کو نکالنا، بارش برسانا، زمین سے سبزہ اگانا، ہر چیز کو پردۂ
قوت سے میدان فعلیت میں لانا، ہر ممکن اور معدوم کو وجود کا جامہ پہنانا سب کچھ اخراج خبء کے
ذیل میں آتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا کرنے والا قادر صرف اللہ ہے جو واجب بالذات ہے لہٰذا صرف وہی سجدہ کا مستحق ہے
اس لئے ضروری ہے کہ تم ظاہر و باطن میں اس کے ساتھ شرک کرنے سے پرہیز کرو ۔

۲۶ ۔ وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے ۝ (سجدہ) (تفسیر مظہری)

۲۷ ۔ ہدہد نے جب اہل سبا اور ان کی ملکہ کے متعلق حضرت سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا تو آپ فرمانے لگے کہ ہم
تحقیق کریں گے کہ کیا تو نے سچ بولا ہے یا سزا سے بچنے کے لئے غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ (تفسیر ابن کثیر)

لغوی اشارے * مَكَثَ : انتظار میں ٹھہرا * اَحَطْتُ : میں نے احاطہ کیا ۔ احاطہ خبر کے معنی خبر کا معلوم کرنا
ہیں * تُحِطْ : تو احاطہ کرتا تھا تو تعبیر "تھا" * صَدَّهُمْ : اس نے ان کو روک دیا * خَبْءَ : پوشیدہ (ل ق)

تفہیمی خلاصہ * آیت مبارکہ میں سبا کا ذکر ہے (سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں یمن کی طرف
تھا (موضح القرآن) امام طبری ابن جریر حضرت فروہ بن مسیک غطیفی سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
! مجھے سبا سے مطلع فرمائیے وہ کیا ہے آیا وہ کوئی ملک ہے یا کوئی عورت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا " نہ تو وہ
کوئی ملک ہے اور نہ کوئی عورت بلکہ ایک شخص ہے جس کی دس اولادیں ہوئیں چھ نے یمن کی سمت کو اختیار کیا اور
چار نے شام کو جو لوگ بجانب شام رہے وہ لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں اور جنہوں نے یمن کی سمت اختیار کیا
وہ کندہ، اشعریین، ازد، مذحج، حمیر اور انمار ہیں تب اس شخص نے دریافت کیا انمار کون ہیں ۔ آپ نے فرمایا

وہ ترمذی میں خثعم اور بجیلہ ہیں امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو اپنی جامع میں اس سے زیادہ بسط کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کو حسن غریب بتایا ہے۔ زجاج کہتے ہیں کہ سبا وہ شہر ہے جو مارب کے نام سے مشہور ہے یہ صنعا سے تین منزل کی مسافت پر ہے یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ یہ سرزمین اس نام سے اس لئے موسوم ہوئی کہ یہیں اولاد سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی سکونت گاہ تھی (لغات القرآن) علامہ قزوینی نے آثار البلاد میں اس کے متعلق جو تحریر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سبا ایک شہر کا نام ہے جسے سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان نے آباد کیا تھا۔ یہ شہر دفاعی لحاظ سے بہت مستحکم اور گنجان آباد تھا، ہرا بھرا پاکیزہ پانی بہتا باغات کی کثرت جہاں حیوانات بکثرت تھے اور گرد دریاؤں کا سلسلہ تھا۔ (ص)

- ہدہد تھوڑی دیر بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں آپ کی خدمت میں سبا سے متعلق ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک عورت کی حکمرانی ہے اور اس کے پاس ہر قسم کے سامان کی بہتات ہے اور ایک بہت عظیم الشان تخت بھی ہے۔ میں نے اس عورت اور اس کی محکوم قوم کو آفتاب کو سجدہ یعنی پرستش کرتا ہوا دیکھا شیطان نے انہیں اس پر آمادہ کیا اور یہ کام ان کی نظروں میں اچھا بنایا ہے اور انہیں راہ حق سے روک رکھا ہے وہ شیطان کے کہنے میں اتنے آگئے ہیں کہ انہیں یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں کہ جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو آشکارا کرتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب سے باخبر ہے اس معبود حقیقی خالق یکتا اللہ کو کہ جس کے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہم ابھی دیکھتے معلوم کر لیتے ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا کہ تو جھوٹوں میں سے ہے۔

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِىْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ
قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّىْۤ اُلْقِىَ اِلَىَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ ٢٩ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ
وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ٣٠ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَىَّ وَاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ۝ ٣١
قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِىْ فِىْۤ اَمْرِىْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ
٣٢ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِىْ مَاذَا
تَاْمُرِيْنَ ۝ ٣٣ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا
اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ ٣٤

جا میرے اس خط کو لے کر جا ان پر ڈال دے پھر ان سے الگ ہٹ جا پھر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں * (اس کو پڑھ کر بلقیس نے) کہا اے دربار والو یہ میری طرف ایک فرمان محترم ڈالا گیا ہے * اور وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم * میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ * (بلقیس) کہنے لگیں اے سردارو! میرے معاملہ میں رائے دو میں کوئی بات تمہارے حاضر ہوئے طے نہیں کرتی * انہوں نے کہا کہ ہم لوگ زورآور اور بڑے (سخت) لڑنے والے ہیں اور (آگے) سرکار کو اختیار ہے جو کچھ حکم دیں اس کو غور کر لیں * (بلقیسؑ) کہا جب کسی شہر میں بادشاہ (بزور) داخل ہوا کرتے ہیں تو اس کو اجاڑ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کر ڈالتے ہیں اور یوں ہی کیا ہی کرتے ہیں * (۲۷/۲۸ تا ۳۴) * شرح:

۲۸ "میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں" چنانچہ ہدہد نے وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اعیان و وزراء کا مجمع تھا ہدہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا اور وہ اس کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر۔

۲۹ "وہ عورت (بلقیس) بولی اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے" اس نے اس خط کو عزت والا یا اس لئے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی جس سے اس نے جانا کہ مکتوب کا بھیجنے والا

جلیل المنزلت بادشاہ ہے یا اس لئے کہ اس مکتوب کی ابتداء اللہ پاک کے نام سے تھی پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب
کس کی طرف سے آیا ہے چنانچہ کہا

۳۰۔ "بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا۔"

۳۱۔ "یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو" یعنی میری تعمیل ارشاد کرو اور تکبر نہ کرو جیسے کہ بعض بادشاہ کیا کرتے ہیں
"اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو" فرمانبردارانہ شان سے۔ مکتوب کا یہ مضمون سنا کر بلقیس اپنے امیران
دولت کی طرف متوجہ ہوئی۔ (کنز الایمان۔ حاشیہ)

۳۲۔ (بلقیس) نے کہا اے میرے مشیرو مجھے سوچ بچار کر اس کا جواب دو جو میں تم سے پوچھوں پھر نہایت غور
و فکر کے بعد اس کا حل بتاؤ۔ میں کسی معاملہ کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی اور نہ ہی کسی قسم کا حکم نافذ کرتی
ہوں یہاں تک کہ تم میرے سامنے ہوتے ہو۔ یعنی جب بھی میں فیصلہ کرتی ہوں تو تمہارے مشورہ سے ہی کرتی
ہوں اور تمہاری موجودگی میں ہی۔

۳۳۔ انہوں نے کہا ہم بڑے طاقتور ہیں۔ ساز و سامان کی کوئی کمی نہیں ہتھیار تو وہ بھی ہمارے ہاں بہت
ہیں۔ اور جنگجو تو ہم ہیں ہی اور ہماری شجاعت اور بہادری چار دانگ عالم میں مشہور ہے۔ اس نے اپنی ملکہ
کو تسلی دلائی کہ جنگ سے نہ گھبرانا اگر تیرا حکم ہو تو ہم سر بکف ہیں۔ اور معاملہ تیرے سپرد ہے
تو خود ہی فیصلہ کر جیسے تو چاہے۔ جو حکم کرے گی ہم ہر طرح حاضر ہیں۔ صلح یا جنگ کا حکم دینا تیرا
کام اور اس پر عمل کرنا ہمارا کام۔

۳۴۔ (بلقیس نے) کہا جب بادشاہ کسی بستی یا شہر یعنی کسی علاقے میں داخل ہوتے ہیں اور جنگ و جدال
کا منصوبہ بناتے ہیں تو اسے خراب اور ویران کر ڈالتے ہیں اور اس کے معززین کو ذلیل و خوار کرتے ہیں
یعنی قتل اور قید اور جلا وطنی اور دیگر ذلتوں اور خواریوں سے اور ایسے ہی کرتے ہیں۔ یعنی ایسے بادشاہوں
کی یہی عادت عام ہوتی ہے اس معنی پر یہ بلقیس کا تتمۂ کلام ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلقیس
کے نظریہ کی تصدیق کے لئے فرمایا ہو جیسے وہ کہہ رہی ہے واقعی ایسے ہی ہو۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ☆ الْمَلَأُ: سرداروں اور بڑے لوگوں کی جماعت ☆ بَأْس: لڑائی، دبدبہ
سختی، طاقت، جنگ کی شدت۔ اصل میں تو اس کا معنی سختی اور طاقت کے ہیں پھر لڑائی اور غلبہ کے معنی میں بکثرت

2211

تفہیمی خلاصہ ✱ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو حکم دیا کہ میرے اس نامہ کو لے جا کر ان پر ڈال دے اور پھر ان سے جدا ہو کر ہٹ کر دیکھنا کہ وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کا مکتوب مبارک پڑھ کر بلقیس نے اپنے امراء اور مشیروں سے کہا میرے پاس ایک محترم فرمان ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ مکتوب یوں ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے روبرو سرکشی اور غرور نہ کرو اور مطیع و فرمانبردار بن کر میرے پاس چلی آؤ۔ ملکہ سبا بلقیس نے کہا اے امراء مجھے اس معاملہ میں اپنا مشورہ دو کیونکہ میں کوئی بات تم سب کے میرے پاس حاضر ہوئے بغیر اور تمہارے مشورہ کے بنا طے نہیں کرتی۔ تمام سرداروں نے جواباً کہا کہ ہم نہایت اولوالعزمی کے ساتھ جدال و قتال کرنے والے بہادر ہیں اب آگے آپ ملکہ ہیں سردار ہیں آپ کو پورا اختیار ہے آپ جو حکم دیں گی ہم اس کی تہہ تک پہنچ جائیں۔ ملکہ سبا بلقیس نے کہا کہ جب کبھی کوئی فاتح بادشاہ کسی مملکت یا شہر میں داخل ہوتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین کے ساتھ نہایت تحقیر آمیز سلوک روا رکھتا ہے اور یونہی ہوتا آیا ہے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ
٣٥ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم
بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۝ ٣٦ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم
بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝ ٣٧ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ
أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ ٣٨ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ
أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝ ٣٩

اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف ایک تحفہ پھر دیکھوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں * سو جب
قاصد آپ کے پاس (ہدیہ لے کر) آیا تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے
ہو (سنو) جو عطا فرمایا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم تو اپنے ہدیہ
پر پھولے نہیں سماتے ہو (گویا کوئی بڑی نادر چیز لائے ہو) * تو واپس چلا جا ان کے پاس اور
ہم آرہے ہیں ان کی طرف ایسے لشکر لے کر جن کے مقابلہ کی ان میں تاب نہیں اور ہم یقیناً نکال دیں گے
انہیں اس شہر سے ذلیل کر کے اور وہ خوار اور رسوا ہو چکے ہوں گے * آپ نے فرمایا۔ اے (میرے)
درباریو! کون تم میں سے لے آئے گا میرے پاس اس کے تخت کو اس سے پہلے کہ وہ آجائیں میری
خدمت میں فرمانبردار بن کر * عرض کی ایک عفریت نے جنات میں سے (حکم ہو تو) میں لے آتا
ہوں آپ کے پاس اسے پیشتر اس کے کہ آپ کھڑے ہوں اپنی جگہ سے۔ اور بیشک میں اس کو اٹھالانے
کی طاقت بھی رکھتا ہوں۔ (اور) امین بھی ہوں *

(۲۷/۳۵ تا ۳۹ * ت: ض)

۳۵ :۔ "اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹتے" اس
سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی کیوں کہ بادشاہ عزت و احترام کے ساتھ تحفہ قبول کرتے ہیں اگر
وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کریں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور سوا اس کے کہ ہم ان کے

دین کا اتباع کریں وہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے پانچسو غلام اور پانچسو باندیاں بہترین لباس اور زیورات کے ساتھ آراستہ کر کے زرق برق گھوڑوں پر سوار کر کے بھیجے اور پانچسو اینٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج اور مشک وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کئے۔ ہد ہد یہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سب خبر پہنچا دی آپ نے حکم دیا سونے چاندی کی اینٹیں نو فرسنگ کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنا دی جائے اور بحر و بر کے خوبصورت جانور اور جنات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔

۳۶۔ پھر جب وہ" یعنی بلقیس کا ایلچی مع اپنی جماعت کے ہدیہ لے کر" حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا تو فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا" یعنی دین اور نبوت اور حکمت و ملک" وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا" مال و اسباب دنیا" بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو"۔ یعنی تم اہل مفاخرت ہو زخارف دنیا پر فخر کرتے ہو اور ایک دوسرے کے ہدیہ پر خوش ہوتے ہو مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت۔ اللہ نے مجھے اتنا کثیر عطا فرمایا ہے کہ اوروں کو (اتنا) نہ دیا باوجود اس کے دین اور نبوت سے مجھ کو مشرف کیا اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے وفد کے امیر منذر بن عمرو سے فرمایا۔

۳۷" پلٹ جا انہیں کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے"۔ یعنی اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو یہ انجام ہوگا جب قاصد ہدیے لے کر بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا بے شک وہ نبی ہیں اور ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیے اور ان پر پہرہ دار مقرر کر دیے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا تاکہ دیکھے کہ آپ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں اور وہ ایک لشکر گراں لے کر آپ کی طرف روانہ ہوگئی جس میں بارہ ہزار سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ ہزاروں لشکری جب اتنے قریب پہنچ گئی کہ حضرت سے صرف ایک فرسنگ کا فاصلہ رہ گیا۔ (کنز الایمان حاشیہ)

۳۸۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) کہا۔ اے سردارو تم میں ہے کون کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ لوگ مسلمان ہو کر میرے پاس حاضر ہوں"۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس کو اللہ کی قدرت دکھا

اس کا عطا کردہ معجزہ دکھانا چاہتے تھے۔ بلقیس کی عقل کی آزمائش بھی مقصود تھی کہ (مرصع کاری) کو بدلنے کے
بعد وہ اپنے تخت کو پہچان سکتی ہے یا نہیں۔

۳۹" ایک خبیث دیو نے کہا کہ میں آپ کے اس مقام سے اٹھنے سے پہلے ہی وہ تخت آپ کے پاس لا سکتا ہوں"
مقام سے مراد اجلاس فیصلے، مقدمات کی مجلس۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو
اجلاس کرتے تھے جو دوپہر تک جاری رہتا تھا۔ اس عفریت کا نام وہب نے کوذا بیان کیا ہے بعض نے ذکوان اور
بعض نے صخر بتایا ہے۔ یہ دیو ایک پہاڑ کی طرح تھا تقریباً حد نگاہ اس کا ایک قدم پڑتا تھا۔ "اور یقیناً
میں اس کو لانے پر طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں" یعنی جن جواہر سے وہ مرصع ہے کمی نہیں کروں
گا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں اس سے زیادہ جلد منگوانا چاہتا ہوں۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے * نَاظِرَةٌ : انتظار کرنے والی، دیکھنے والی * تُمِدُّونَنِ : تم میری مدد کرتے ہو۔
تم میری اعانت کرتے ہو * تَفْرَحُونَ : تم خوش رہو، تم خوش ہوتے ہو، تم اچھلتے ہو * صَاغِرُونَ :
ذلیل، خوار * عَرْشِهَا : اس کا تخت * عِفْرِيتٌ : دیو، راکشس، قوی ہیکل خبیث (لاق)

تفہیمی خلاصہ * بلقیس نے کہا کہ میں انھیں (حضرت سلیمان علیہ السلام) کو ایک تحفہ روانہ کروں گی
اس کے بعد دیکھتی ہے کہ قاصد اس کا کیا جواب لاتے ہیں۔ چنانچہ جب بلقیس کا قاصد حضرت سلیمان
علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کیا تم مال کے ذریعہ میری اعانت کرنا چاہتے ہو تو جان لو
کہ مجھے میرے پروردگار نے اس سے کہیں زیادہ بہتر مال و متاع عطا فرمایا ہے جتنا تم کو دیا ہے لہٰذا
تم اپنے تحائف و ہدایا اپنے پاس ہی رکھو اور خوش رہو۔ قاصد سے فرمایا تم لوگ واپس جاؤ
ہم ان کے یعنی بلقیس اور اہل سبا کے پاس ایسے لشکر لائیں گے کہ جن کا سامنا کرنے کی ان میں
نہ طاقت ہوگی نہ ہمت ہم انہیں وہاں سے شکست خوردہ کر کے خوار و پست کر کے نکال دیں گے
۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کیا تم میں ایسا کوئی ہے جو ان کے فرمانبردار ہو کر آنے سے
پہلے بلقیس کا تخت لا کر میرے حوالے کر دے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ط
فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ قف لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ
اَكْفُرُ ط وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج وَكَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۝ ۴۰ قَالَ
نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ ۴۱
فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ط قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ج وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ
قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ ۝ ۴۲ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط اِنَّهَا
كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ۝ ۴۳

ایک شخص جس کو کتاب (الٰہی) کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے
اسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔ جب (سلیمانؑ نے) تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا
دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ
نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے
تو میرا پروردگار بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے * (سلیمانؑ نے) کہا کہ ملکہ کے (امتحانِ
عقل کے) لئے اس تخت کی صورت بدل دو دیکھیں کہ وہ سوجھ رکھتی ہے یا ان لوگوں میں سے
ہے جو سوجھ نہیں رکھتے * جب وہ آ پہنچی تو پوچھا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح
کا ہے۔ اس نے کہا یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے اور ہم کو اس سے پہلے ہی (سلیمان کی عظمت
وشان کا) علم ہوگیا تھا اور ہم فرمانبردار ہیں * اور وہ جو خدا کے سوا (اور کی) پرستش
کرتی تھی (سلیمانؑ نے) اس کو اس سے منع کیا (اس سے پہلے تو) وہ کافروں میں سے تھی *

(ج؛ ت * ۴۰ تا ۴۳ / ۲۷)

۴۰ "اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا" یعنی آپ کے وزیر آصف بن برخیا جو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم
جانتے تھے "کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے" حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

اس کے ساتھ میری آزمائش بھی ہے کہ آیا میں بھی اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا نہیں اور جو کوئی شکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا
تو وہ اپنے فائدے اور بھلے کے لئے کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرے شکر نہ کرے تو وہ خود اپنا نقصان کرتا ہے اللہ تعالیٰ
مستغنی بے پرواہ ہے اور بہت کرم فرمانے والا ہے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدایت فرمائی کہ اس تخت کی
شکل وصورت میں ادل بدل کر دو ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ملکہ سبا اس حقیقت سے باخبر ہوتی ہے یا
پہچان نہ پائے گی ۔ جب وہ آئیں تو ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے تو انہوں
نے جواب دیا بالکل یہ ویسا ہی ہے اور ہمیں اس بات کی خبر مل گئی تھی اس حقیقت کی کہ تخت محل سے
جا چکا ہے ہم نے تو پہلے ہی فرمانبرداری کے ساتھ حاضری دی ہے (بلقیس نے اعتراف کیا) ۔ اور روک دیا تھا انہیں
ایمان کے اقرار سے ان معبودان باطل نے جن کی وہ پرستش کیا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ معبود حقیقی کو چھوڑ کر بلاشبہ
وہ قوم کفار سے تھیں ۔

لا کر حاضر کردوں۔ آصف نے عرض کیا آپ نبی ابن نبی ہیں اور جو رتبہ بارگاہ الٰہی میں آپ کو حاصل ہے یہاں کس کو میسر ہے آپ دعا کریں تو وہ آپ کے پاس ہی ہوگا آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اور دعا کی اسی وقت تخت زمین کے نیچے نیچے چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہوا۔ "پھر جب سلیمانؑ نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے" "کہ اس شکر کا نفع خود اس شکر گزار کی طرف عائد ہوتا ہے" "اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔ (کنز الایمان)

۴۱ - (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) حکم دیا کہ اس تخت کی شکل و صورت میں کچھ رد و بدل کردو۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ اپنے تخت کو پہچان سکتی ہے یا نہیں

۴۲ - جب بلقیس آگئیں تو ان سے پوچھا گیا کیا تمہارا شاہی تخت بھی اسی قسم کا ہے جیسے یہ ہے۔ وہ فوراً سمجھ گئیں اور کہنے لگیں یہ تو بعینہٖ وہی معلوم ہوتا ہے اور ہمیں اس بات کی اطلاع پہلے ہی مل چکی ہے کہ تخت آپ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی شان و عظمت دکھانے کے لئے جو آپ نے معجزہ دکھایا ہے ہم تو اس سے پہلے ہی جان چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس نے آپ کو بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اور ہم تو مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہیں

۴۳ - ایسی سلیم الطبع عورت تھی کہ جونہی حق کو دیکھا کر فوراً پہچان لیا اور بلا تامل اسے قبول کرلیا اب تک سورج کی پرستش کیسے کرتی رہیں اس کی وجہ بیان فرمادی کہ وہ پیدا ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھیں جہاں سورج کی پرستش کی جاتی تھی۔ انہیں آج تک کسی نے یہ نہیں بتایا تھا کہ سورج عبادت کے لائق نہیں بلکہ عبادت کے لائق وہ ہستی ہے جس نے سورج کو پیدا کیا اس کو نور و حرارت کا سرچشمہ بنایا اور اسے اپنے قانون کا پابند بنا کر انسان کی خدمت پر مامور کردیا۔ (ضیاء القرآن)

لغوی اشارے ★ یَرْتَدَّ مصدر ارتداد۔ لوٹ جائے گا، مرتد ہو جائے گا۔ منفی نہیں لوٹے گی ★ طَرْفُكَ تیری نظر، تیری نگاہ ★ نَكِّرُوْا : حالت کو ایسا بدل دو کہ (ملکہ سبا) پہچان نہ سکے۔ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ★ حضرت سلیمانؑ کے درباریوں میں سے ایک شخص (جس کا نام آصف بن برخیا تھا جو کتاب الٰہی کے جاننے والے تھے) عرض کی کہ میں اس تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے پھر جب آپ نے دیکھا تو تخت آپ کے سامنے موجود تھا تو فرمایا کہ یہ میرے اللہ کا فضل و کرم

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۗ قَالَ
اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۵ۭ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ
مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۴۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ ۴۵ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ
بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ۴۶ قَالُوا
اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۗ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
تُفْتَنُوْنَ ۝ ۴۷ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ ۴۸

اس سے کہا گیا صحن میں آ پھر جب اس نے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھولیں سلیمانؑ نے فرمایا
یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں سے جڑا عورت نے عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور
اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب ہے سارے جہان کا * اور بے شک ہم نے ثمود
کی طرف ان کے ہم قوم صالحؑ کو بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو جبھی وہ دو گروہ ہو گئے جھگڑا کرتے *
صالحؑ نے فرمایا اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو بھلائی سے پہلے اللہ سے بخشش کیوں
نہیں مانگتے شاید تم پر رحم ہو * بولے ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے۔ فرمایا
تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ فتنہ میں پڑے ہو * اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین
میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے * (۲۷/۴۴ تا ۴۹ * ت: ک)

۴۴۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک عظیم الشان محل تھا جس کا فرش بلور کا بنا ہوا تھا۔ اس کے نیچے پانی رواں
رہتا تھا۔ آپ نے اپنا تخت اس وسیع محل کے وسیع صحن میں بچھایا ہوا تھا اور اسے (بلقیس کو) شرف باریابی حاصل
کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ وہ جب اندر داخل ہونے لگیں تو انہیں یوں محسوس ہوا کہ وہاں پانی کی لہریں
موجزن ہیں۔ انہوں نے اپنے پائنچے چڑھا لیے تاکہ پانی میں بھیگ نہ جائیں۔ ابھی یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ
پانی صحن میں نہیں بلکہ صحن بلور کا بنا ہوا ہے اور پانی اس کے نیچے بہہ رہا ہے * حضرت سلیمان علیہ السلام نے

ان کی غلطی پر انہیں متنبہ فرما دیا۔ "(ان کی آنکھیں کھل گئیں) کہنے لگیں اے میرے رب! میں (آج تک) ظلم ڈھاتی رہی اپنی جان پر اور (اب) ایمان لاتی ہوں سلیمانؑ کے ساتھ اللہ پر جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔" دل تو پہلے ہی نور ایمان سے روشن ہو گیا تھا۔ اب جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو بے اختیار ہو کر اپنی سابقہ گمراہی پر ندامت کا اظہار کیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ (ضیاء القرآن)

۴۵۔ "کوئی شک نہیں کہ ہم نے ثمود کے پاس ان کے بھائی صالحؑ کو (یہ حکم دے کر) بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو یعنی صرف اللہ کی عبادت کرو۔ سو اچانک ان کے دو فریق ہو گئے جو (دین کے معاملہ میں) باہم جھگڑنے لگے یعنی ایک فریق کافروں کا دوسرا فریق مومنوں کا ہو گیا۔ صالحؑ نے کہا اے قوم والو

۴۶۔ "صالح (علیہ السلام) نے کہا اے قوم والو! تم نیک کام (یعنی توبہ و ایمان) سے پہلے برائی (یعنی عذاب) کو کیوں جلدی مانگتے ہو،" (قوم ثمود نے کہا اے صالحؑ اگر تم پیغمبروں میں سے ہو تو وہ عذاب ہم پر لے آؤ جس کی دھمکیاں تم ہم کو دے رہے ہو) "تم نزول عذاب سے پہلے کفر سے توبہ کر کے اللہ سے معافی کے طلب گار کیوں نہیں ہوتے کہ تم پر رحم کیا جائے" (اور تمہاری توبہ دعا کو قبول کر لیا جائے جب عذاب آنکھوں کے سامنے آ جائے گا تو پھر توبہ قبول نہ ہو گی) (تفسیر مظہری)

۴۷۔ "ہم نے بری فال لی ہے۔ ہم نے تمہیں اور تمہارے دین کے ساتھیوں کو منحوس سمجھا ہے کیونکہ تمہاری وجہ سے ہم پر مسلسل مصائب آ رہے ہیں وہ اس لئے کہ جب سے تم نے دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا ہے اس روز سے ہم مصائب و مشکلات میں مبتلا ہیں* حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا جس سبب سے تمہارا برا شگون آیا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے یعنی اس کی تقدیر سے ہے یا تمہارے ان اعمال کا شاخسانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھے ہوئے ہیں بلکہ تم خیر و شر کے نزول سے آزمائش کئے جا رہے ہو تاکہ کبھی دولت دے تو کبھی غربت اور کبھی سہولت دے تو کبھی مشقت* یہ جو تم مصائب میں گھر گئے ہو یہ بد فالی سے نہیں بلکہ تمہارے اعمال کا شاخسانہ ہے

۴۸۔ اور تھے شہر میں نو شخص۔ یہی وہ نو بدبخت ہیں جنہوں نے اونٹنی کو مارنے کی کوشش کی اور جو قوم صالحؑ میں بڑے سرکش انسان تھے حالانکہ ان کے اسلاف قوم کے برگزیدہ لوگ تھے۔ وہ ہر قسم کے معاصی میں جرائم کے ارتکاب سے شاد ہوتے تھے۔ اور وہ کسی قسم کی اصلاح کے روادار نہ تھے۔ ان کا فساد زمین میں تھا اصلاح کا نام و نشان نہ تھا۔ (روح البیان)

لغوی اشارات* صَرْحٌ: محل، قصر، ہر وہ عالی شان عمارت جس میں نقش و نگار ہوں صرح کہلاتی ہے*

لُجَّةً : دریا میں گہرا پانی ، دریا کا وسطی حصہ جہاں پانی بہت ہوتا ہے * **تَمُرُّ** : وہ چلتی ہے ، چلتے رواں ہوتے گزرتے * **قَوَارِيرُ** : شیشہ ، شیشے کا کوئی برتن * **اطَّيَّرْنَا** : ہم نے بدفالی لی ہم نے منحوس سمجھا * (ل ق)

تفہیمی خلاصہ : حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصور میں سے ایک قصر ایسا بنوایا گیا تھا جس کے صحن میں ایک دیدہ زیب حوض تھا جس میں شفاف پانی اور مختلف النوع خوبصورت مچھلیاں تھیں حوض پر شیشہ لگا دیا گیا تھا جب ملکہ سبا کو اس قصر میں بلایا گیا تو وہ حوض اور پانی دیکھ کر یہ سمجھیں کہ قدم آگے بڑھانے میں بھیگ جائیں گی انہوں نے شیشہ پر غور نہ کیا تھا چنانچہ اپنے پائینچوں کو کسی قدر اوپر اٹھا کر قدم ڈالیں تو شیشے (بلوریں فرش) کے سبب پانی سے محفوظ رہیں انھیں جب کہ اپنی کم فہمی پر کسی قدر خفت محسوس ہوئی اس واقعہ پر انہوں نے اعتراف کیا کہ اب تک وہ تاریکی میں تھیں ان پر اس وقت تو حقیقت واضح ہو گیا ہے لہٰذا وہ صدق دل کے ساتھ رب العلمین پر ایمان لے آئیں ۔ اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی ہدایت کے لئے انہی سے تعلق رکھنے والے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور جب انہوں نے قوم کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی تو قوم کے لوگ دو حصوں میں بٹ گئے اور آپس میں لڑنے لگے ۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ تم لوگ نیکی اور بھلائی سے پہلے برائی میں (بڑے ہو) الجھے اور کیوں اپنی خطاؤں پر عفو طلبی نہیں کرتے ہو تاکہ تم پر رحمت ہوتا رہے ۔ حضرت صالحؑ کی بعثت کے بعد ثمود کے لوگ مختلف آزمائشوں میں پڑ گئے تھے اس وجہ سے کہنے لگے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کی بعثت میں مسائل میں گھر گئے ہیں حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ بلا و نحوست تمہارا مقدر تھی اس سے تم آزمائے جا رہے ہو ۔ اس شہر میں ۹ افراد ایسے تھے جو شر پسند تھے ہمیشہ فتنہ انگیزی کرتے فساد پھیلاتے اور وہ کسی طرح کی اصلاح نہیں چاہتے تھے ۔

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ ٤٩ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ٥٠ فَانْظُرْ كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ٥١ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ
خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ ٥٢ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ٥٣ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ
وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ ٥٤ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ ٥٥

انھوں نے کہا باہم اللہ کی قسم کھاؤ کہ صالح اور ان کے گھر والوں پر شب خون ماریں پھر اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم تو اس کے کنبہ کی ہلاکت کے وقت موجود ہی نہ تھے اور ہم بے شک سچے ہیں * اور انھوں نے ایک داؤ کیا تھا اور ہم نے بھی ایک ایسا داؤ کیا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی * پھر دیکھ لو ان کے مکر کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو اور ان کی تمام قوم کو غارت کر دیا * پھر یہ ان کے گھر ہیں کہ خالی پڑے ہوئے ہیں ان کے ظلم کے سبب البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے ان کے لئے جو جانتے ہیں * اور جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کیا کرتے تھے ان کو بچا لیا * اور (ہم نے) لوط کو بھی (بھیجا تھا) جب کہ لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم دیکھ بھال کر بھی بے حیائی کے کام کرتے ہو * کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر خواہش کرکے آتے ہو (کچھ نہیں) بلکہ تم جاہل قوم ہو *

(۲۷/۴۹ تا ۵۵ * ت : ج

۴۹ ۔ قوم کے شریر سرغنوں نے جب دیکھا کہ ہماری طرف سے ایذا رسانیوں کے باوجود حضرت صالحؑ اور ان کے ساتھی اپنے کارِ حق کی اشاعت سے باز نہیں آتے تو یہ سازش رچی کہ رات کے وقت حضرت صالحؑ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کرکے انہیں تہ تیغ کر دیں ۔ اگر ان کے وارث دریافت کریں تو ہم انہیں یقین دلا دیں گے کہ ہمیں قطعاً کوئی علم نہیں کہ کس نے قتل کیا اور نہ ہم وہاں موجود تھے جب ہم انہیں یقین دلا دیں گے کہ اس قتل کے سانحہ سے ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں تو وہ خاموش ہو جائیں گے

۵۰ ۔ انھوں نے یہ سازش اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے بعد کی تھی ۔ جب حضرت صالحؑ نے انھیں بتا دیا کہ تمھیں تین دن کی مہلت ہے اس کے بعد تم پر عذاب آئے گا جو تمھیں نیست و نابود کر کے رکھ دے گا بجائے اس کے کہ وہ اس آخری کمی سوز سے جو گئے ہوتے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو کر گڑگڑا کر معافی مانگتے ۔ انھوں نے الٹا حضرت صالحؑ کو قتل کرنے کی سازش شروع کر دی (قرطبی) انھوں نے کہا کہ ہم پر عذاب آئے گا تو دیکھا جائے گا اس سے پہلے ہم صالحؑ اور ان کے ماننے والوں کا خاتمہ کر دیں ۔ جس رات انھوں نے حضرت صالحؑ کے مکان پر شب خون مارنے کا منصوبہ بنایا تھا اس رات اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنے رسول کی حفاظت کے لئے بھیج دیا ۔ جب حملہ آور حضرت صالحؑ کی طرف لپکے تو فرشتوں نے ان پر پتھراؤ شروع کر دیا چنانچہ ان سب کو ہلاک کر دیا گیا ۔ یہ مہلت کی آخری رات تھی ۔

۵۱ ۔ قوم کے باقی افراد بعد میں تباہ و برباد کر دیئے گئے ۔ ان کی بستیاں وادی القریٰ میں تھیں جو مدینہ طیبہ اور شام کے درمیان کا علاقہ ہے تھا ۔ جب حضورؐ تبوک کے غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تو اسی علاقے سے گزر ہوا ۔ اس وقت حضورؐ نے صحابہ کو فرمایا کہ "اس عذاب شدہ قوم کے علاقے میں داخل ہو تو روتے ہوئے داخل ہو" (روح المعانی) (ضیاء القرآن)

۵۲ ۔ سو ان کے ظلم (یعنی کفر اور برے کرتوت) کی وجہ سے یہ ان کے مکانات گرے پڑے ہیں یا خالی ویران پڑے ہیں ۔ بیت خالی ہو گیا ستارہ گر گیا ۔ بلاشبہ دانشمندوں کے لئے اس (واقعہ) میں (اللہ کی قدرت اور پیغمبروں کی صداقت کی) بڑی نشانی ہے (یعنی جو لوگ علم والے ہیں اور اس سے عبرت حاصل کریں ان کے لئے پیغمبروں کی سچائی کی کھلی ہوئی دلیل ہے)

۵۳ ۔ اور ہم نے ان کو (ان لوگوں کو) بچا لیا جو ایمان لے آئے تھے اور (نافرمانی سے) بچتے تھے ۔ یعنی کفر و معصیت سے پرہیز رکھتے تھے ۔ ان سے مراد حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کے چار ہزار مومن ساتھی ۔ (تفسیر مظہری ج)

۵۴ ۔ اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جب انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم فحش فعل کرتے ہو یعنی ایسے خدا کے بندو ! کیا اتنی قبیح کام کرتے ہو حالانکہ تم بڑے باسمجھ ہو ۔ تم یقیناً جانتے ہو کہ لواطت بہت برا فعل ہے اور جان بوجھ کر قبیح فعل کا ارتکاب انتہائی برا ہے

۵۵ ۔ "البتہ آتے ہو مردوں کے پاس" یہ ان کے فحش کام کے ارتکاب کا بیان ہے ۔ "بطور شہوت کے" عورتوں کے سوا حالانکہ شہوت کا محل تو یہی ہیں ۔ بلکہ تم جاہل لوگ ہو کہ اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے ہو اس لئے کہ جو اپنے پڑھے کے موافق عمل نہ کرے بلکہ جاہلانہ عمل کرے تو اس میں اور جاہل میں کوئی فرق نہیں (روح البیان)

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ج
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ ۵۶ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ز
قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ ۵۷ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ج فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ
۝ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ط ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

پس نہیں تھا آپ کی قوم کا جواب بجز اس کے کہ انہوں نے کہا نکال دو آلِ لوط کو اپنی بستی سے،
یہ لوگ تو بڑے پاکباز بنتے پھرتے ہیں * سو ہم نے بچا لیا لوط کو اور ان کے اہلِ خانہ کو سوائے
ان کی بیوی کے ہم نے فیصلہ کر دیا اس کے متعلق کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہو گی * اور ہم نے ان
پر خوب پتھر برسائے۔ پس تباہ کن پتھراؤ تھا (بار بار) ڈرائے جانے والوں پر * فرمایئے
سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور سلام ہو ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا (بتاؤ)
کیا اللہ بہتر ہے یا جنہیں وہ شریک بناتے ہیں * (۲۷/۵۶ تا ۵۹ * ت جن)

۵۶۔ "تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو ستھرا پن
چاہتے ہیں" اور اس گندے کام کو منع کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

۵۷۔ سو ہم نے لوط کو اور اس کے لوگوں کو بچا لیا بجز اس کی بیوی کے کہ (اس کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے) ہم نے
اس کو ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو (عذاب میں) رہ جانے والے تھے (تفسیر مظہری)

۵۸۔ ہم نے ان کے شہروں کو الٹنے کے بعد ان کو اوپر سے نیچے کر کے بارش برسائی یا ان کے اکے دکے اور جو مسافروں
میں تھے ان پر پتھر برسائے گئے پس بری تھی وہ بارش جس سے ان کو ڈرایا گیا۔

۵۹۔ فرمایئے اے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور سلامتی و نجات اللہ تعالیٰ
کے ان پاکباز بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ فرمایا اور ان کی تخلیق ازل ہی سے نہایت اعلیٰ فرمائی اور انہیں
مراتب بخشی اور انہیں ہمیشہ کے لئے نبوت و رسالت و ولایت کے لئے چنا ان سے انبیاء و رسل علیٰ نبینا وعلیہم السلام

نے خواص و مقربین بندے مراد ہیں جو آفات و عقوبات سے مطلقاً محفوظ رہے۔ ءَآللّٰہُ (دو الفوں کی تعداد کھینچیں۔) کیا خدا بہتر ہے یا وہ جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بہتر عبادت کے لائق ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہ آیت ختم کرتے تو پڑھتے (بل اللّٰہ خیر و ابقیٰ) بلکہ اللہ ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے (روح البیان)

لغوی اشارے ✭ جواب: جوبٌ سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں چونکہ جواب بھی فضا کو قطع کرکے کہنے والے کے منہ سے سننے والے کے کانوں تک پہنچتا ہے اس لئے جواب کہلاتا ہے لیکن جواب ابتدائی گفتگو کے لئے نہیں بلکہ بعد کے کلام کے ساتھ مخصوص ہے جو سوال کے مقابلے میں واقع ہو ✭ اصطفیٰ: اس نے چن لیا۔ اس نے پسند کرلیا ✭ خیرٌ: بہتر، بھلا، نیکی، بھلائی، نیک کام، جو چیز سب کو پسند ہو ✭ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ✭ قوم والوں کے پاس کوئی صحیح و معقول جواب نہ تھا لہذا اپنے باطل اعمال اور گناہوں کے متعلق ضد کی اور سوائے اس کے کیا جواب رکھتے تھے پس یہ کہا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو آبادی سے نکال دیا جائے کیونکہ یہ لوگ پاک و صاف رہنا اور سب کو اس گندگی سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو نجات عطا فرمائی مگر جو ان کی بیوی کے متعلق مقدر ہو چکا تھا کہ وہ پیچھے رہ جانے والی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کا عذاب نازل کیا جن لوگوں کو ان اعمال بد سے روکا گیا تھا اور جنہوں نے اس ممانعت کی پرواہ نہ کی اور مسلسل گناہ کرتے رہے ان پر پتھر برسے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے چنے ہوئے بندوں پر سلامتی ہو۔ سوچو تو اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ شریک اللہ کی ذات میں شریک کرتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔